

اس کی سند سخت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی جبارہ بن مغلس جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

✽ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے ”کذاب“ قرار دیا ہے۔

✽ امام ابو زرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُوضَعُ لَهُ الْحَدِيثُ، فَيَحْدِثُ بِهِ، وَمَا كَانَ عِنْدِي مِمَّنْ يَتَعَمَّدُ الْكُذْبَ.

”اسے حدیث گھڑ کر دی جاتی اور وہ اسے بیان کر دیتا تھا۔ میرے نزدیک یہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا، جو جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 550/2)

✽ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ”متروک“ قرار دیا ہے۔

(سؤالات البرقاني للدارقطني: 750)

② اس کے راوی ربیع بن نعمان کے بارے میں خود امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں: وَفِيهِ لِينٌ. ”اس میں کمزوری ہے۔“

(دلائل النبوة: 69/1)

الحاصل : مذکورہ روایت سخت ”ضعیف“ ہے، لہذا اس سے یہ ثابت کرنا

درست نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی دُعا کی تھی۔

(سوال ۴) : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب یہ روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

«لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا؛ لَمَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي».

”اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، تو ان کے لیے بھی میری پیروی کے بغیر کوئی

چارہ نہ ہوتا۔“

(جواب) : اس روایت کے بارے میں مفصل تبصرہ درج ذیل ہے:

① سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ بیان منسوب ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكُتُبِ، فَقَرَأَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَغَضِبَ وَقَالَ: «أَمْتَهُوْكَوْنَ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً، لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقٍّ فَتَكْذِبُوا بِهِ، أَوْ بِبَاطِلٍ فَتَصَدِّقُوا بِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ مُوسَى كَانَ حَيًّا، مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِي».

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک کتاب لیے حاضر ہوئے، جو انہیں بعض اہل کتاب سے ملی تھی۔ انہوں نے اس کتاب کو نبی اکرم ﷺ کے پاس پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا: ابن خطاب! کیا تم لوگ اپنی شریعت کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں تمہارے پاس صاف اور چمکدار شریعت لے کر آیا ہوں۔ تم اہل کتاب سے کچھ بھی نہ پوچھو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں حق بات بتائیں اور تم اس کی تکذیب کر دو یا وہ تمہیں باطل بیان کریں اور تم اس کی تصدیق کر بیٹھو۔ اس ذات کی قسم جس

کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر موسیٰ (ؑ) بھی زندہ ہوتے، تو انہیں بھی میری پیروی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“

(مسند الإمام أحمد: 3/387، سنن الدارمی: 435)

اس کی سند مجالد بن سعید کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔ یہ راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منسوب ہے:

جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخٍ لِي مِنْ قُرَيْظَةَ، فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ، أَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا تَرَى مَا بَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا، قَالَ: فَسَرَّيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى، ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ، وَتَرَكَتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ، إِنَّكُمْ حَظَّيْتُمْ مِنَ الْأَمَمِ، وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ».

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں قبیلہ بنو قریظہ سے اپنے ایک بھائی کے پاس

سے گزرا۔ اس نے تورات کی کچھ جامع باتیں مجھے لکھ دی ہیں۔ کیا میں آپ کی خدمت میں وہ باتیں پیش نہ کروں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ رسول اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ نہیں دیکھ رہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ اس سے نبی اکرم ﷺ کا غصہ دُور ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر موسیٰ (علیہ السلام) تم میں آجائیں، پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو، تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو اور انبیاء میں سے میں

تمہارے حصے میں آیا ہوں۔“ (مسند الإمام أحمد: 3/470، 4/471، 265/4)

اس روایت کی سند میں جابر بن یزید جعفی راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔ اس میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ”تدلیس“ بھی موجود ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَصِحَّ . ”یہ صحیح نہیں۔“ (التاریخ الكبير: 5/39)

③ امام حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُحَدِّثُونَنَا بِأَحَادِيثَ قَدْ أَخَذَتْ بِقُلُوبِنَا، وَقَدْ هَمَمْنَا أَنْ نَكْتُبَهَا، فَقَالَ: «يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، أَمْتَهُوْكُمْ أَنْتُمْ

كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ أَمَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيِّنَاتٍ نَقِيَّةً، وَلَكِنِّي أُعْطِيتُ جَوَامِعَ
الْكَلِمِ، وَاخْتَصِرَ لِيَ الْحَدِيثُ اخْتِصَارًا.

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اہل کتاب ہمیں بہت
سی ایسی باتیں بیان کرتے ہیں، جو ہمارے دلوں کو چھوتی ہیں اور ہم انہیں
لکھنے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن خطاب! کیا تم بھی یہود و
نصارئ کی طرح شکوک و شبہات کا شکار ہونے لگے ہو؟ اس ذات کی قسم جس
کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، یقیناً میں تمہارے پاس ایک واضح اور
چمکدار شریعت لے کر آیا ہوں، البتہ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں بات کو
میرے لیے مختصر کر دیا گیا ہے۔“

(فضائل القرآن لابن الضریس: 89، شعب الإيمان للبيهقي: 178)

اس کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ امام حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع و
لتقاء نہیں، نیز وہ ”مدرس“ بھی ہیں۔ یوں یہ سند ”منقطع“ ہے۔

④ خالد بن عرفطہ سے روایت ہے:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: انْتَسَخْتُ كِتَابًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ،
فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِي، فَقَالَ: مَا هَذَا
الْكِتَابُ يَا عُمَرُ؟ فَقُلْتُ: انْتَسَخْتُ كِتَابًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
لِنَزَادَ بِهِ عِلْمًا إِلَى عِلْمِنَا، قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: يَا مَعْشَرَ
الْأَنْصَارِ السِّلَاحَ السِّلَاحَ، أُغْضِبَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، فَجَاءُوا حَتَّى أَحْدَقُوا بِمَنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنِّي
أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِمَهُ، وَاخْتَصِرَ لِي الْحَدِيثُ
اخْتِصَارًا، وَلَقَدْ أَتَيْتُكُمْ بِهَا بَيَضَاءَ نَقِيَّةٍ، فَلَا تَهْيِكُوا، وَلَا
يَغْرَنَكُمْ الْمُتَهْيِكُونَ»، فَقَالَ عُمَرُ: رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا،
وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِكَ رَسُولًا، ثُمَّ نَزَلَ.

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل کتاب سے ایک
کتاب لکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ میں وہ کتاب دیکھی، تو فرمایا:
عمر! یہ کون سی کتاب ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسے اہل کتاب سے لکھا
ہے تاکہ ہم اپنے علم میں اضافہ کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے
حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں مبارک سرخ ہو گئیں۔ انصار کہنے لگے: او انصار کی
جماعت! اسلحہ پکڑو، تمہارے نبی ﷺ کو غصہ دلایا گیا ہے۔ انہوں نے آ کر
آپ ﷺ کے منبر کو گھیرے میں لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور
فرمایا: مجھے جامع و مانع کلمات عطا کیے گئے ہیں اور بات میرے لیے مختصر کر
دی گئی ہے۔ میں تمہارے پاس واضح شریعت لے کر آیا ہوں۔ تم شکوک و
شبہات میں نہ پڑو، نہ ہی تمہیں شکوک و شبہات میں مبتلا لوگ دھوکے میں

ڈالیں۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور آپ کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔“

(الضعفاء الكبير للعقيلي: 21/1)

اس کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① عبد الرحمن بن اسحاق، البوشیہ، کوفی، واسطی راوی جمہور محدثین کرام کے

نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

② خلیفہ بن قیس راوی ”مجہول“ ہے۔

⑤ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

جَاءَ عُمَرُ بِجَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَةِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، جَوَامِعُ مِنَ التَّوْرَةِ أَخَذْتُهَا مِنْ أَخِي لِي مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ الْأَذَانَ: أَمَسَخَ اللَّهُ عَقْلَكَ؟ أَلَا تَرَى الَّذِي يَوَجِّهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا، فَسَرِّيَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ كَانَ مُوسَى بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي؛ لَضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا، أَنْتُمْ حَظِي

مِنَ الْأُمَمِ، وَأَنَا حَظُّكُمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ».

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تورات کی کچھ جامع عبارات لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تورات کی کچھ جامع عبارات ہیں، جو میں نے بنو زریق سے تعلق رکھنے والے اپنے ایک بھائی سے لی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ، جنہیں خواب میں اذان سکھائی گئی تھی، نے فرمایا: (اے عمر!) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی عقل مسخ کر دی ہے؟ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر موجود غصہ نظر نہیں آ رہا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہو گیا۔ یوں رسول اللہ ﷺ سے غصہ دُور ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے پاس موجود ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو، تو تم بہت دُور کی گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو اور نبیوں میں سے میں تمہارے حصے میں آیا ہوں۔“

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهيثمی: 174/1)

اس کی سند بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① ابو عامر، قاسم بن محمد، اسدی کے بارے میں خود حافظ پیشی فرماتے ہیں:

وَلَمْ أَرْ مَنْ تَرَجَّمَهُ. ”میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کے

حالات درج کیے ہوں۔“ (أَيْضًا)

② ابو اسحاق، سیمعی راوی ”مدلس“ اور ”مختلط“ ہیں۔

الحاصل : یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ”ضعیف“ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم، وعلمہ أحکم!

سوال ⑤ : کیا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا زہر پینا ثابت ہے؟

جواب : سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں

نے زہر کا پیالہ پیا تھا۔ اس بارے میں جتنی بھی روایات ہیں، ان میں سے کوئی بھی اصولِ محدثین کے مطابق پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ اس بارے میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

① ابوسفر، سعید بن محمد کا بیان ہے:

نَزَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْحِيرَةَ عَلَى أَمْرِ بَنِي الْمَرَاذِبَةِ، فَقَالُوا لَهُ:

أَحْذَرِ السُّمَّ، لَا يَسْقِيكَهُ إِلَّا عَاجِجٌ، فَقَالَ: أَتُؤْنِي بِهِ، فَأُتِي بِهِ،

فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَقْتَحَمَهُ، وَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَلَمْ يَضُرَّهُ شَيْئًا.

”سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنو مرزبہ کے معاملے میں حیرہ آئے، تو لوگوں نے

کہا: ہوشیار رہیے، کہیں عجمی لوگ آپ کو زہر نہ پلا دیں۔ آپ نے فرمایا: زہر

میرے پاس لاؤ۔ زہر لایا گیا، تو آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا اور بسم اللہ پڑھ

کر اسے نگل لیا۔ زہر نے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔“

(مسند أبي يعلى: 7186، فضائل الصحابة للإمام أحمد بن حنبل: 1478، دلائل النبوة

للبيهقي: 106/7، دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: 445/1، تاريخ ابن عساكر: 251/16)

اس کی سند ”انقطاع“ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔ ابوسفر کا سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

سے سماع نہیں۔